صاحبزادہ برق التوحیدی
فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# احسن الجواب الی مناقب الاصحاب

(قسط ۲)

## دوسرا مقام

ابوتراب ظاہری نے جن مسائل میں غلطی کا ارتکاب کیا ہے ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حفظِ حدیث کے اعتبار سے ان تمام صحابہ کرام پر افضل قرار دیا ہے اور صحابہ کرام کی دیگر فضائل ومحامد کو نظر انداز کر دیا۔ اسی طرح اس نے حضرت معاذ بن جبل، ابن مسعود، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کو بھی تمام صحابہ سے علی الاطلاق زیادہ فقیہ قرار دیا ہے بالخصوص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان کو فقاہت کے اعتبار سے ترجیح دی ہے۔

ہم یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کثیر الروایہ صحابہ کرام سے ہیں جن کا کوئی ثانی نہیں اور آپ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے طول صحبت کی وجہ سے کثیر علم حاصل فرمایا اسی طرح یہ تسلیم کیے بغیر بھی چارۂ کار نہیں کہ حضرت معاذ، ابن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اپنے اپنے مقام پر نہایت صاحبِ علم وفقاہت تھے لیکن ان تمام جزوی خصوصیات وفضائل کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ وہ شیخین سے اعلیٰ وافضل تھے بلکہ وہ فقہ اور علم کے ساتھ ساتھ دوسرے جمیع صحابہ کرام پر ایک ممتاز یہ مقام رکھتے تھے جیسا کہ خود صحابہ کرام کی کثیر تعداد اور تابعین عظام نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے جس کی تفصیل آئندہ صفحات میں آپ دیکھیں گے۔

بہرحال اس بات سے فرار نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں بہت سی ایسی صفات پائی جاتی تھیں جو دیگر صحابہ کرام میں یا تو تھی ہی نہیں اگر ہوں بھی تو بہت کم۔ اسی وجہ سے وہ تمام صحابہ کرام پر فوقیت رکھتے تھے اور صحابہ کرام بالخصوص حضرت علی، معاذ، ابو ہریرہ اور ابن مسعود وغیرہ اپنے آپ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں علمی سطح پر بہت نیچا تصور

کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ کی فقاہت اور دور اندیشی ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ جہاں آپ ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم و ارشاد کی تعمیل فرماتے وہاں بہت سے مسائل میں اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کی تائید و موافقت فرمائی جیساکہ ابن عمر کی آئندہ حدیث سے واضح ہوگا ــــ ان جملہ امور میں سے یہ بھی ہے کہ جب کبھی صحابہ کرام کو کسی قسم کی مشکل پیش آتی اور کوئی معاملہ عقدۂ لاینحل بن جاتا تو عمر فاروقؓ اس کا حل بیان فرماتے مثلاً جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اٹھائی کہ آپ ایک ماہ تک ازواج مطہرات کے پاس نہ جائیں گے تو لوگوں نے سمجھا کہ آپ نے طلاق دے دی ہے تو حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور معاملہ کی حقیقت دریافت فرمائی جب آپ نے فرمایا کہ میں نے طلاق تو نہیں دی تو حضرت عمرؓ فوراً مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوکر بآواز بلند فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق نہیں دی تو فوراً نزول وحی ہوتا ہے۔ واذا جاءھم امر من الامن الایۃ

اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اس معاملہ کا استنباط کرنے والا میں ہوں جیساکہ مسلم شریف کی مفصل حدیث میں واقع ہے۔ غرضیکہ حضرت عمرؓ وہ اولو الامر انسان ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی اس آیت میں مدح فرمائی اور ان کے استنباط و اجتہاد اور فقاہت کی بھی شہادت دی ہے اور کیا یہ بات حضرت عمرؓ کی فضیلت و منقبت کے لیے کافی نہیں ہے؟

علاوہ ازیں بہت سی احادیث ایسی ملتی ہیں جن میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حق کو حضرت عمرؓ کی زبان و دل پر رکھا ہے مثلاً حضرت نافعؒ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

حدیث ۱: ان اللہ عزوجل جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ رو

قال ایضا) ما نزل بالناس امر قط فقالوا فیہ وقال عمر الا

نزل فیہ القرآن علی نحو ما قال عمرؓ

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کے دل و زبان پر حق کو کر دیا ہے اور جب بھی کسی معاملہ میں لوگوں کی آرا مختلف ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کے ذریعہ حضرت عمرؓ کی موافقت کرتے ہوئے ان کی بات کو ترجیح دی۔

اس حدیث کو امام احمد، امام ترمذی وغیرہ نے متعدد صحابہ کرام سے روایت کیا ہے جن کے الفاظ قدرے مختلف ہونے کے باوجود ایک ہی مفہوم ادا کرتے ہیں اور ان احادیث کی روشنی میں بلا تردد کہا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں حضرت ابوبکر رضؓ کے بعد حضرت عمر رضؓ سے کوئی زیادہ عالم نہ تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل وزبان پر حق ودلیعت کر رکھا تھا چنانچہ جس کی یہ شان ہو اس کے اَعْلَمُ مِنَ النَّاسِ ہونے میں کوئی خفا نہیں بالخصوص اس وقت جب کسی اور کی شان اس مرتبہ کی نہ ہو کہ اس کے دل وزبان پر حق بولتا ہو اور ان متعدد احادیث سے ابوزراب کے اس مفروضہ کی بھی تردید ہوتی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضؓ تمام صحابہ کرام پر علی الاطلاق علمی سطح پر غالب تھے اور حضرت معاذ، ابن مسعود، علی رضی اللہ عنہم حضرت عمر رضؓ سے زیادہ فقیہ تھے۔

ع۲: مذکورہ مفہوم سے متعلق حدیث عا کے علاوہ جو احادیث بطور دلیل پیش کی جا سکتی ہیں ان میں بخاری شریف کی درج ذیل روایت بھی ہے جس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا۔

لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یك فی امتی احد فانه عمر رضؓ۔

یعنی پہلی امتوں میں محدث تھے اور اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ حضرت عمر رضؓ ہیں۔

اس حدیث میں لفظ محدثون کا معنی بعض اصحاب الحدیث نے "مفھون" کے لفظ سے کیا ہے یعنی نہایت فہم وفراست والے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امت میں جناب عمر رضؓ کا مقام ایک فقیہ کا مقام ہے۔

ع۳: طبرانی اوسط میں ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا۔

ماکان نبی الا فی امته معلم ومعلمان وان یکن فی امتی منهم احد فهو عمر بن الخطاب ان الحق علی لسان عمر وقلبه۔

یعنی کوئی پیغمبر ایسا نہیں گزرا جس کی امت میں ایک یا دو معلم نہ ہوں اور اگر میری امت میں کوئی ان میں سے ہے تو وہ حضرت عمر رضؓ ہیں بے شک حق ان کے دل ولسان پر ہے۔

ع۴: علاوہ ازیں جن احادیث کو حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت وعلمی فوقیت

پر بطور احتجاج پیش کیا جا سکتا ہے ان میں حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی درج ذیل حدیث بھی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

الا انی اری مقامی فیکم قلیلا فاقتدوا بالذین من بعدی ابوبکر وعمر واهتدوا بهدی عمار وما حدثکم ابن مسعود فاقبلوه۔

یعنی مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میں تم میں اب تھوڑی ہی دیر ٹھہروں گا اس لیے تم میرے بعد دو شخصوں کی اقتدا کرنا یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ کی اور حضرت عمارؓ کی ہدایت پر راہ پکڑنا اور جو حضرت ابن مسعود بیان کریں اسے قبول کر لینا۔

حضرت حذیفہ کی یہ روایت اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ سے کوئی بھی زیادہ عالم نہ تھا کیونکہ یہ ناممکن تھا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام دیگر صحابہ کرام کو ان ہی اقتدا کا حکم دیں جو ان سے علم و فقہ میں کم ہوں بلکہ ان کی اقتدا کا حکم دیں گے جو ان سے اعلم بالسنۃ اور زیادہ فقیہ ہوں جیسا کہ "من احق بالامامۃ" کے معیار کو قائم رکھا ہے اس حدیث سے ابوالزاب کے منفرد مسلک کی بھی تردید ہوتی ہے کہ اس نے حضرت ابوہریرہ، ابن مسعود، علی رضی اللہ عنہم وغیرہ کو شیخین پر فضیلت دی ہے۔

۵: صحیحین میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مجھے خواب میں دودھ کا پیالہ دیا گیا جس سے میں نے خوب سیر ہو کر پیا پھر میں نے باقی دودھ حضرت عمرؓ کو دے دیا تو صحابہ کرام نے عرض کیا جناب آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا علم ۔

یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت عمرؓ کا علم بہت گہرا اور وسیع تھا اور صحابہ کرامؓ میں حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ سب سے بڑے عالم تھے اور علم و فقہ میں ان کا کوئی ہم مثل نہ تھا۔ جیسا کہ متعدد صحابہ و تابعین نے اس بات کی شہادت دی ہے۔

ان احادیث کے علاوہ بہت سے آثار صحابہؓ بھی اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ وہ حضرت عمرؓ کو حضرت ابوبکرؓ کے بعد تمام صحابہ کرام سے زیادہ صاحب علم اور فقیہ سمجھتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

**حضرت علیؓ کا اثر**

اذا ذکر الصالحون فحیهلا بعمر ما کنا نبعد اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان السکینۃ تنطق علی لسان عمرؓ۔

یعنی جب صالحین کا ذکر ہوتا تو حضرت عمرؓ کا نام نامی سامنے آتا اور ہم صحابہ اس کو بعید خیال نہ کرتے تھے کہ سکینت حضرت عمرؓ کی زبان پر بولتی ہے گویا کہ صحابہ کرام اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ کسی مسئلے کا اطمینان بخش حل حضرت عمرؓ ہی پیش کر سکتے ہیں۔

اسی طرح عبداللہ بن احمد کتاب السنہ میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ خطبہ ارشاد فرمایا اور سوال کیا کہ:

"من خیر هذه الامة بعد نبیها؟ فقلت انت یا امیر المومنین قال لا — خیر هذه الامة بعد نبیها ابو بکر ثم عمر وما کنا نبعد ان السکینة تنطق علی لسان عمرؓ"

یعنی اس وقت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد امت میں کون افضل ہے تو (راوی نے کہا) آپ ہیں جناب — تو حضرت علیؓ نے جواب دیا نہیں بلکہ حضرت ابوبکرؓ اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور ہم (صحابہ کرام) اسے بعید تصور نہیں کرتے تھے کہ سکینت وحسن حضرت عمرؓ کی زبان پر بولتا ہے۔

**ابن مسعودؓ کا اثر** اسی طرح کا ایک اثر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی مروی ہے جو اس بات کی پختہ دلیل ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے بڑھ کر اور کوئی زیادہ عالم نہ تھا اور فقاہت و اجتہاد میں بھی آپ پر کوئی سبقت نہ رکھتا تھا جس سے ابوتراب کا دعویٰ بیت عنکبوت بن کر رہ جاتا ہے۔ حافظ ابن الصلاح فرماتے ہیں کہ علی الاطلاق جو فضیلت ہے وہ خلفائے اربعہ کو علی الترتیب حاصل ہے بالخصوص شیخین کو۔ چنانچہ ان کے الفاظ ہیں:

"افضلهم علی الاطلاق ابوبکرؓ ثم عمرؓ" (مقدمہ)

ملا علی قاری حنفی حضرت ابن مسعودؓ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ

"وهو عندنا افقه الصحابة بعد الخلفاء الاربعة (مرقاۃ)

یعنی ابن مسعودؓ اپنی جگہ پر اگرچہ بہت بڑے فقیہ ہیں لیکن ان کا مقام خلفائے اربعہ کے بعد ہے جس سے ابوتراب کا ان کو شیخین رضی اللہ عنہما پر فضیلت دینا صراحتًا باطل قرار پاتا ہے۔ حضرت ابووائلؒ فرماتے ہیں کہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ:

"لو ان علم عمر وضع فی کفۃ المیزان ووضع علم اھل الارض فی کفۃ لرجح علمہ بعلمھم"

یعنی اگر حضرت عمرؓ کا علم ترازو کی ایک جانب رکھا جائے اور تمام اہل زمین کا علم ایک پلڑے میں ہو تو حضرت عمرؓ کا علم بھاری ہوگا۔

حضرت وکیعؒ کہتے ہیں کہ جب امام اعمشؒ نے اس بات سے انکار کیا تو میں ابراہیم نخعیؒ کے پاس آیا اور یہ بات بتائی تو انھوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ابن مسعودؓ نے تو اس سے بھی بہتر کہا ہے کہ

"انی لاحسب تسعۃ اعشار العلم ذھب یوم ذھب عمرؓ"

یعنی میرا خیال ہے کہ حضرت عمرؓ کے چلے جانے سے علم کے ۹ حصے چلے گئے ہیں۔

بلکہ زید بن وہب نے حضرت ابن مسعود سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

ان عمرؓ کان اعلمنا باللہ واقرأنا لکتاب اللہ وافقھنا فی دین و کان اذا سلک طریقا وجدناہ سھلا فاذا ذکر الصالحون فحیھلا بعمرؓ۔

اور انھیں سے ایک روایت بایں الفاظ منسوب ہے کہ:

اذا ذکر الصالحون فحیھلا بعمر ان اسلام عمر کان نصرًا وان امارتہ کانت فتحا وایم اللہ انی لا حسب بین عینیہ ملکا یسددہٗ۔

غرضیکہ حضرت ابن مسعودؓ نے مختلف پیراؤں میں اس بات کا اعلان کیا ہے کہ صحابہ کرام میں تمام سے بڑھ کر علم و فقہ میں حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ تھے گویا کہ آپ کے ساتھ ہمہ وقت ایک فرشتہ آپ کی رہنمائی کے لیے مقرر تھا۔

## حضرت حذیفہؓ کا اثر

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سنن دارمی میں فرماتے ہیں کہ "انما یفتی الناس الثلاثۃ رجل امام او وال ورجل یعلم ناسخ القرآن من المنسوخ ........ قالوا یا حذیفۃ من ذلک ........ قال عمر بن الخطاب .... او احمق متکلف"۔

یعنی لوگوں کو تین آدمی فتوے دیتے ہیں اولاً امام ہو یا والی یعنی حاکم ثانیاً جو ثالثاً آدمی جو ناسخ منسوخ کو جانتا ہو ........ آپ سا معلوم ہو رہے کسی نے

پوچھا ایسا آدمی کون ہے ........ تو آپ نے کہا حضرت عمرؓ ........ ثالثاً جو احمق ہو اور خود ساختہ مفتی۔

اس کے علاوہ بھی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مختلف الفاظ میں حضرت عمرؓ کی رفعتِ شان اور علم و فقاہت کا اعتراف ہی نہیں کیا بلکہ دیگر صحابہ سے افضل و اعلم قرار دیا ہے۔ حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ۔

ما اعلم احدا من الناس کان اعلم بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عمر بن الخطاب۔

یعنی میرے علم میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد صحابہ کرام میں حضرت عمرؓ سے بڑھ کر کوئی زیادہ صاحبِ علم نہیں تھا۔

ابن سعد نے طبقات میں ہارون بربری کے واسطہ سے اہل مدینہ میں سے کسی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

"دفعت الی عمر بن الخطاب فاذا الفقہاء عندہ مثل الصبیان قد استعلی علیھم فی فقہہ وعلمہ"

یعنی میں حضرت عمرؓ کے پاس گیا تو ان کے پاس فقہاء بچوں کی طرح معلوم ہوتے تھے۔ اور وہ ان سے اپنے علم و فقہ میں بلند و اعلیٰ تھے۔

**ابن عمرؓ کا اثر**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ:

من کان یفتی فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکرؓ وعمرؓ وما اعلم غیرھما۔

یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دورِ مقدس میں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے علاوہ کوئی دوسرا فتویٰ نہیں دیتا تھا۔

ان مذکورہ آثارِ صحابہؓ اور تصریحاتِ تابعینؒ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ لیڈر اب کا مذکورہ دعویٰ بالکل دلیل ہی نہیں بلکہ مضحکہ خیز بھی ہے بالخصوص اکابر صحابہؓ اور فحول تابعین کی شہادتیں اس بات کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ علی الترتیب افضل و اعلم اور فقاہت پر مقدم تھے!

**شیخ الاسلامؒ** شیخ الاسلام حضرت الامام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے منہاج السنۃ میں نقل فرمایا ہے کہ:

قد اخبر عنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای عن عمر رضی اللہ عنہ ........ من العلم والدین والالہام بما لم یخبر بمثلہ لا فی حق عثمان ولا علی ولا طلحۃ ولا الزبیر۔

یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علم، دین اور الہام کی جو خبر حضرت عمرؓ کے متعلق دی ہے وہ حضرت عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کے متعلق بھی نہیں دی۔

اسی طرح ایک مرتبہ امام ابن تیمیہؒ سے سوال ہوا کہ اگر دو آدمی یہ جھگڑا کریں کہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ زیادہ عالم و فقیہ ہیں یا حضرت علیؓ تو کس کی بات درست ہوگی اور اسی طرح کوئی آدمی یہ دعویٰ کرے کہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت علیؓ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ سے زیادہ فقیہ و عالم ہیں تو کیا وہ درستگی پر ہوگا یا غلطی پر۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔

لم یقل احد من العلماء المسلمین المعتبرین ان علیا اعلم وافقہ من ابی بکر وعمر بل ولا من ابی بکر وحدہ۔

یعنی مسلمانوں کے قابل اعتبار علماء میں سے کسی کا بھی یہ خیال اور قول نہیں کہ حضرت علیؓ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے زیادہ عالم و فقیہ ہیں۔ دونوں سے افقہ ہونا تو درکنار صرف حضرت ابوبکرؓ سے اعلم و افقہ ہونے کے متعلق بھی کسی مسلمان عالم کا یہ عقیدہ نہیں۔

ایک اور سوال کے جواب میں آپ فرماتے ہیں۔

ومدعی الاجماع علی ذلک من اجھل الناس واکذبھم

یعنی اس بات پر اجماع کا دعویٰ کرنے والا شخص جاہل ترین اور بہت بڑا جھوٹا ہے۔

امام ابو منصور بن عبد الجبار سمعانی شافعی فرماتے ہیں۔

واجماع علماء السنۃ علی ان ابا بکر اعلم من علی۔

یعنی علمائے سنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ سے زیادہ

صاحب علم تھے۔

اسی طرح نبی علیہ الصلاۃ والسلام کوئی مشاورتی اجلاس بلاتے یا کوئی علمی مجلس ذہنی اجلاس بٹھاتے اور اظہار رائے کے لیے میٹنگ ہوتی تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو تمام ارکان شوریٰ پر مقدم رکھتے اور یہ دو شخص ہی ہوتے جو شوریٰ میں تمام سے پہلے کلام کرتے اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی موجودگی میں تمام صحابہ سے پہلے علمی گفتگو کا آغاز کرتے۔ اسی وجہ سے نبی علیہ السلام نے حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کو مخاطب کرکے فرمایا:

اذا اتفقتما علی امر لم اخالفکما۔

یعنی جب تم دونوں کسی ایک امر پر متفق ہو جاؤ تو میری رائے بھی تمہارے ساتھ ہوگی۔

نیز صحابہ کرام کو مخاطب کرکے فرمایا:

اقتدوا بالذین من بعدی ابوبکر و عمرؓ

یعنی میرے بعد حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کی اقتدا و پیروی کرو۔

مسلم میں ہے کہ چند صحابہ آپؐ کے ساتھ سفر پر جا رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا:

ان یطع القوم ابابکر وعمر یرشدوا۔

اگر قوم حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی پیروی کرے تو راہ راست پر آ جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق منقول ہے کہ آپ جب فتویٰ دیتے سب سے پہلے کتاب اللہ کو دیکھتے اگر مطلب حل نہ ہوتا تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے اگر پھر بھی کسی وضاحت کی ضرورت محسوس فرماتے تو حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق فتویٰ صادر فرماتے ان کے بعد حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کو یہ حیثیت نہ دیتے۔ اب مقام غور ہے کہ حضرت ابن عباسؓ ہیں کہ جن کے متعلق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اللھم فقہ فی الدین وعلمہ التاویل تو اتنا جلیل القدر صحابی جب فتویٰ دیتے وقت شیخینؓ کی بات کی طرف رجوع کرتا ہے تو یہ چیز اس بات کا بین ثبوت ہے کہ شیخین ان کے نزدیک دیگر صحابہ کرامؓ سے زیادہ صاحب علم و فقہ تھے۔ یہی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام رات گئے تک جناب شیخین سے صلاح مشورہ کرتے رہتے اور جب احد میں ابوسفیان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شیخین کو للکارا تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ان دو ساتھیوں کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانشین و مشیر خاص سمجھتے تھے بلکہ ہارون الرشید نے

جب امام مالک سے پوچھا کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کا مقام نبی علیہ الصلاۃ و السلام کی زندگی میں کتنا تھا تو آپ نے جواب دیا منزلتھما فی حیاتہ کمنزلتھما بعد مماتہ یعنی ان کا مقام زندگی میں وہی تھا جو مرنے کے بعد ہوا۔ مطلب یہ کہ تینوں ہی اکٹھے ہوں گے۔ یہ مصاحبت بھی من وجوہ صاحبین کے علم و فقہ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں

جب ہارون الرشید کو امام موصوف نے یہ جواب دیا تو اس نے کہا "شفیتنی یا مالک اے مالک تو نے میری تسلی کرادی ہے۔

**عملِ صحابہ** مذکورہ آثار و توضیحات کے علاوہ آپ دیکھیں کہ جب کبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کسی مسئلہ میں اختلاف واقع ہوتا اور حضرت ابوبکرؓ وہاں موجود ہوتے تو اس تنازع کا فیصلہ جناب ابوبکر صدیقؓ ہی فرماتے اور تمام صحابہ کرام اس پر یوں لبیک کہتے کہ تمام اختلاف رفع ہو جاتا جس کی متعدد مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جن میں نبی علیہ السلام کی وفات، مدفن، میراث، لشکر اسامہ، مانعین زکوٰۃ سے جہاد اور مسئلہ خلافت سرفہرست ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کے حضرت علیؓ پر علم و فقہ میں ممتاز ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت علیؓ نے بہت سے مسائل حضرت ابوبکرؓ سے سیکھے جس کی واضح مثال صلاۃ التوبہ کے تحت موجود ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں جب میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے حدیث سنوں تو خدا تعالیٰ مجھے اس کے ذریعہ نفع دیتے ہیں جتنا وہ چاہتے ہیں لیکن جب کوئی اور حدیث سنائے تو میں اس سے قسم لیتا ہوں اگر وہ قسم اٹھالے تو میں اس حدیث کی تصدیق کرتے ہوئے اس پر عمل کرتا ہوں البتہ حضرت ابوبکرؓ حدیث بیان کریں تو وہ سچ کہتے ہیں اور سچ کہا حضرت ابوبکرؓ نے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ما من مسلم یذنب ذنبا ثم یتوضا و یحسن الوضوء الخ

ہمارے موقف کے ناطق دلائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کوفہ کے وہ اکابر علماء جن کو حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ دونوں کی صحبت کا شرف حاصل ہے وہ بھی حضرت عمرؓ کے قول کو حضرت علیؓ کے قول پر ترجیح دیتے ہیں جن میں حضرت علقمہ، اسود اور حضرت علیؓ کے خاص قاضی شریح بالخصوص قابل ذکر ہیں یہی نہیں بلکہ وہ شیعانِ علیؓ جنھوں نے حضرت علیؓ کی صحبت کا دم بھرا اور بالآخر انھیں کے دام تزویر کا خود ہی شکار نہ ہوئے بلکہ اہل بیت کے اکثر افراد انھیں کی سازشوں کا نشانہ بنے وہ بھی صاحبین کو حضرت علیؓ سے زیادہ صاحب علم و فقہ

سمجھتے تھے ان شیعانِ علیؓ کے تین گروہ تھے۔

۱۔ ایک ان میں سے حد درجہ کا غالی گروہ جنھوں نے حضرت علیؓ میں صفت الوہیت کا دعویٰ کیا اور یہی وہ تھے جن کو حضرت علیؓ نے آگ میں جلانے کا حکم دیا۔

۲۔ دوسرا گروہ جو حضرات صحابہ کرام کو بالعموم اور شیخین کو بالخصوص سب و شتم کا قائل تھا اور ان لوگوں کا سربراہ ابن سبا یہودی تھا اور اہل تشیع اسی سبائیت کے برگ و ثمر کہیے یا اس کی مسخ شدہ صورت ہیں۔

۳۔ تیسرا گروہ جو حضرت علیؓ کو شیخین پر فوقیت دیتا تھا اور جب حضرت علیؓ کو ان کی یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا اب اگر میں نے تمھاری زبان سے ایسی کلام سنی جس میں تم نے مجھ کو شیخینؓ سے افضل کہا تو میں تم پر مفتری کی حد یعنی اسی کوڑے لگاؤں گا اور منبر کوفہ پر آپ کا درج ذیل خطبہ بھی اسی بات کا نتیجہ تھا کہ۔

خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکرؓ و عمرؓ

اس کے بعد فرمایا فضائل و مناقب کا محور و مدار اور سردار علم ہے اور جو کوئی دوسرے سے افضل ہے خواہ انبیاءؑ سے ہو یا صحابہؓ سے وہ دوسرے سے زیادہ عالم بھی ہے پھر استشہاداً یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔

ہمارے موقف کی تائید میں اس کے علاوہ بھی بہت سے دلائل اور علماء کرام کے اقوال ہیں جو اس مدعیٰ کی تائید کرتے ہیں ان میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کا یہ قول خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ:

ان ابا بکر و عمر رضی اللہ عنھما اعلم من علی و معاذ بن جبل رضی اللہ عنھما

یعنی حضرات شیخین حضرت علیؓ و معاذ سے زیادہ علم رکھتے تھے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں:

لم یختص علی رضی اللہ عنہ بتبلیغ شیء من العلم الا وقد اختص غیرہ بما ھو اکثر منہ فالتبلیغ العام الحاصل بالولایۃ حصل لابی بکر و عمر و عثمان اکثر مما حصل لعلی۔

**علم باطنی** | حضرت علیؓ کو شیخین رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتے ہوئے یہ بات

بھی کہی جاتی ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس باطنی علم تھا جو کسی دوسرے صحابی کے پاس نہ تھا۔ چنانچہ آپ شیخینؓ پر ممتاز ہیں۔

درحقیقت اس بات کے قائل ملحد لوگ ہیں اور ان لوگوں کا یہ مفروضہ ہے جس میں کفر کی آلائش اور غلبہ ہے ایسے کفر و نفاق کی توقع یقیناً کسی باطنی یہودی ہی سے رکھی جا سکتی ہے جس کا بدیہی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے علم کو چھپایا ہے اور یہ شانِ نبوت میں بہت بڑی گستاخی ہے اور فریضۂ رسالت کے یکسر منافی — شیخ الاسلام "منہاج" میں فرماتے ہیں (کما سبق)

اھل السنۃ یقولون ما اتفق علیہ علماءھم ان اعلم الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر ثم عمر وقد ذکر غیر واحد الاجماع علی ان ابا بکر اعلم الصحابۃ کلھم۔

شیخ الاسلام کی اس وضاحت میں علم سے مراد جمیع قسم کا علم مراد ہے جس سے ابوتراب اور اس کے ہم خیال تمام لوگوں کا نظریہ تار تار ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ابوتراب کا یہ کہنا کہ حضرت عمرؓ نے جو اپنے آپ کو دوسروں سے علم میں کم قرار دیا ہے لہذا ۔۔۔۔۔۔ اولاً تو ایسے کوئی الفاظ ہی نہیں جن سے یہ مفہوم اخذ ہوتا ہے اور جہاں تک کسی اور پیرائے میں اس بات کا اظہار فرمایا ہے تو وہ کسر نفسی کے قبیل سے ہے اور ایسا انداز انسان کی رفعت و عظمت کی دلیل ہوتا ہے خفت کا نہیں چنانچہ آپ نے تو ایک مرتبہ خطبہ میں عورتوں کے مہر کے متعلق فرمایا تو ایک عورت نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ "وآتیتم احداھن قنطارا من الذھب" لہذا تم کمی کیوں کرتے ہو۔ حضرت عمرؓ فرمانے لگے یہ عورت عمرؓ سے زیادہ صاحب علم ہے اور آپ نے رجوع کر لیا تو یہ بات آپ نے اقرار حق اور تواضع کے طور پر فرمائی ورنہ یہ امر بدیہی ہے کہ حضرت عمرؓ اس عورت سے ہر لحاظ سے افضل و اعلم تھے۔ اب کوئی عقل و دانش سے محروم اور جاہل مطلق اس بات کو لے کر یہ رٹ لگائے کہ حضرت عمرؓ عورت سے بھی کم علم تھے تو اسے اپنی عقل کا ماتم کرنا چاہیے کیونکہ ایسی بات انسان کو شرف بخشتی ہے معیوب نہیں کرتی۔

اسی طرح ابوتراب کا برسبیل تنزل یہ کہنا کہ آپ زیادہ عالم تو تھے لیکن افضل نہیں — یہ بات بھی بدیہی البطلان ہے کیونکہ جو شخص زیادہ صاحب علم ہوگا وہ افضل بھی ہوگا کیونکہ

افضلیت کا حقیقی جوہر اور اصلی عنصر علم ہی ہے جیسا کہ علامہ شوکانیؒ کسی سوال کے جواب میں فرماتے ہیں :

بان الاخوا من الصحابۃ کان ھوالافقہ (نیل ص۲۳ ج۴)

علاوہ ازیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ دیگر فضائل و محاسن کے اعتبار سے بھی حضرت ابوبکرؓ کے بعد تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بلند مقام رکھتے تھے جیسا کہ یہ بات کسی صاحب علم اور مناقب و محامد پر نظر رکھنے والے سے مخفی نہیں ۔

**گذارش** ہم آخر میں پھر یہ کہنا ضروری خیال کرتے ہیں کہ مندرجہ بالا بحث سے ہمارا مقصد نعوذ باللہ (کلی یا جزوی) تخفیف ہرگز نہیں بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ وہ اپنے اپنے مقام پر صاحب علم و فضل اور فقیہ تھے ہر ایک کا درجہ اپنی جگہ نہایت بلند و بالا تھا اور ہماری معروضات کا مقصد صرف اتنا ہے کہ مجموعی اعتبار سے تمام صحابہ کرام پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما علی الترتیب افضل و اعلیٰ ہیں اور علم و فقہ میں ان پر کسی کو برتری حاصل نہ تھی ـــــ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی تمام صحابہ کرام پر فضیلت و فوقیت کے لیے مناقب و فضائل کے عمومی کتابوں کے علاوہ صحابہ کرام کی سیرت، پر کتاب اور تاریخ کے علاوہ ازالۃ الخلفاء اور فضیلۃ الشیخین جیسی کتابوں کی مراجعت نہایت مفید و اہم ہے !


## پندرھویں صدی ہجری کے آغاز پر ایک ایمان افروز تحفہ !

اُردو زبان میں پہلی مرتبہ

خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صد سے زائد صحابیاتؓ کے تذکارِ جمیل پر مشتمل ایک لافانی کتاب

# تذکارِ صحابیاتؓ

ـ سیرت، تاریخ، تحقیق اور ادب کا نہایت حسین امتزاج، نامور مورخ اور ادیب طالب ہاشمی کے قلم سے!

خورشید رسالتؐ کی ان عالمتاب کرنوں کے تذکرے پڑھ کر آپ کا مشامِ جان معطر ہو جائے گا ـــــ !

ـ خود پڑھیے ـ اپنے اہلِ خانہ کو پڑھائیے ـ بچیوں کو تحفہ میں دیجئے۔

بڑا سائز، ضخامت ساڑھے پانچ صد صفحات، دیدہ زیب کتابت، طباعت مجلد قیمت ... ۴۵ روپے

○ ادارۃ الحسنات (نزد چونگی) ملتان روڈ، لاہور ○